رجسٹرڈ نمبر ۲۲۹۶

ھُوَالَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَہٗ بِالْھُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْھِرَہٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّہٖ

ایڈیٹر میر قاسم علی احمدی

فاروق

قادیان

شیرِ پنجاب

سرپرستان۔ مدیر۔ عالم۔ طالب۔ پبلشر۔ ہاکر۔ ایجنٹ۔ خریدار۔ ہر ایک سے ہمارا خیر و عافیت کا تعلق ہے

تاریخہائے اشاعت ہر انگریزی ماہ کی ۷۔۱۴۔۲۱۔۲۸۔

جلد ۲ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۰ رمضان المبارک ۱۳۵۴ھ مطابق ۷ دسمبر ۱۹۳۵ء | نمبر ۳۲

Digitized by Khilafat Library Rabwah

احراریوں نے جمعہ بھی ترک کر دیا

احراریوں کا بستہ بردار امرتسری رسالہ اپنے اخبار اہلحدیث مورخہ ۲۹ رنومبر میں احراریوں کے ۲۲ رنومبر کو جمعہ ترک کرکے خلاف شریعت عمل کرنے پر اپنے قصور علم کا اعتراف کرتا ہوا لکھتا ہے کہ

"امرتسر میں عام طور پر شہرت ہے کہ قادیان کے مسلمانوں (احراریوں) کو نماز جمعہ مورخہ ۲۲ رنومبر ادا کرنے سے حکومت نے روک دیا ہے ہم نے (اپنا) اشتہار قادیان میں تقسیم کرنے کو دو آدمی بھیجے تھے۔ انہوں نے اسی روز واپس آکر بتایا کہ (احراری) مسجد میں جمعہ پڑھنے کو (باوجود ڈپٹی کمشنر کی طرف سے دفعہ ۱۴۴ کے ماتحت احراریوں کو باہر سے قادیان میں آنے کی ممانعت ہو چکی تھی۔ فاروق) اس قدر لوگ آئے کہ انکی تعداد مرزائیوں کی نسبت بہت زیادہ تھی پولیس کا انتظام کافی تھا۔ کسی نے نماز جمعہ پڑھنے سے منع نہیں کیا۔ صرف مولوی عنایت اللہ (قادیان کے احراریوں کے لیڈر۔ فاروق) نے چند کلمات شکایت متعلقہ حکومت کہکر اعلان کر دیا۔ کہ چونکہ ہمارے بزرگ خصوصاً امیر شریعت (سید عطاء اللہ بخاری) کو قادیان آنے سے روکا گیا ہے۔ اس لئے ہم (شریعت اسلامی کو خیرباد کہکر۔ فاروق) بطور احتجاج (خدا کے فرمان فرضیت جمعہ کی پرواہ نہ کرتے ہوئے۔ فاروق) نماز جمعہ نہیں پڑھتے تم لوگ (احرار) اکیلے اکیلے (میرے حکم سے جمعہ کو چھوڑ کر۔ فاروق) ظہر پڑھ لو۔ چنانچہ سب نے اپنی اپنی نماز ظہر پڑھ لی۔ (وہ بھی بغیر جماعت ہی پڑھی۔ فاروق)

مذہبی تعلیم کے لحاظ سے یہ واقعہ ہم نے تعجب سے سنا۔ ہمیں شبہ ہوا۔ کہ ہمارے مخبروں کو شاید حقیقت حال کا علم نہ ہوا ہو۔ ہم اسی شش و پنج میں تھے۔ کہ احرار کا اخبار (مجاہد) مورخہ ۲۴ر نومبر دیکھنے میں آیا۔ تو اس میں یہی مندرجہ ذیل اقتباس ملا۔

حسب دستور مسلمان اپنی مسجد میں جمع ہوئے۔ آج پیش آمدہ حالات کی بناء پر بالاتفاق یہ قرار پایا۔ کہ حکومت کی متشددانہ پالیسی نے چونکہ نماز جمعہ کے لئے امن کی شرط کو مفقود کر دیا اس لئے فریضہ جمعہ ادا نہیں کیا جا سکتا۔ چنانچہ ہر ایک مسلمان نے علیحدہ علیحدہ نماز ظہر ادا کی۔

یہ فقرات پڑھ کر ہمیں اصل حقیقت منکشف ہو گئی کہ نماز جمعہ کا ترک حکومت کے منع سے نہیں ہوا۔ بلکہ حکومت نے جو چند اکابر احرار کو قادیان میں جانے سے روک دیا تھا۔ اس خفگی میں نماز جمعہ کو ترک کیا گیا۔

اعلان اس لئے ہم اپنے قصور علم کا اعتراف کرتے ہوئے اس فعل (ترک نماز جمعہ) سے برأت کا اعلان کرتے ہیں کہ یہ فعل شرعی ہدایت کے ماتحت نہیں ہوا۔ چونکہ احرار سیاسی جماعت ہے ان کے خیال میں سیاست کی رو سے شائد جائز ہو۔"

(اہلحدیث صـ۱۳)

مبارک ہو مکمل کتاب کشتی نوح ایک آنہ میں ابوالفضل محمود قادیان سے جس قدر تعداد میں چاہیں لیں۔ پاکٹ سائز رکھا ہے!

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خطبہ رمضان

یعنے سلمان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ کہ ماہ شعبان کی آخری تاریخ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ہم کو ایک خطبہ سنایا۔ فرمایا۔ اے لوگو! تم پر ایک بہت ہی عظیم الشان بابرکت مہینہ آیا ہے۔ وہ ایسا مہینہ ہے۔ کہ اس میں ایک رات ہے۔ جو ہزار مہینوں کی راتوں سے بھی اچھی ہے۔ خدا نے اس مہینہ میں روزے رکھنے فرض کئے ہیں۔ اور رات کو قیام کرنا نفل قرار دیا ہے۔ جو کوئی اس مہینہ میں نفلی نیکی کا کام کرے وہ ایسا ہوگا۔ کہ اس نے اور دنوں میں گویا فرض ادا کیا۔ اور جو اس مہینہ میں فریضہ ادا کرے وہ ایسا ہوگا۔ کہ اور دنوں میں گویا اس نے ستر فریضے ادا کئے وہ ماہ رمضان صبر کا مہینہ ہے۔ اور صبر کا بدلہ جنت ہے۔ وہ باہمی سلوک اور مروت کا مہینہ ہے۔ وہ ایسا مہینہ ہے کہ مومن کا رزق اس میں بڑھ جاتا ہے (یعنے روزہ دار اس دنیا میں بھی خوب کھاتا ہے اور قیامت کے روز بھی اس کی برکت سے خوب نعمتیں پائے گا۔) جو کوئی اس مہینہ میں روزہ دار کا روزہ افطار کرائے۔ اس کے گناہوں کی بخشش ہوگی اور آگ سے نجات ملے گی۔ اور اس کو روزہ دار جتنا ثواب ملے گا۔ یہ نہیں کہ روزہ دار کی افطاری کے لئے بہت کچھ سامان چاہیئے۔ اس لئے ہم (صحابہ) نے عرض کی۔ حضور! ہم میں ہر ایک مقدرت نہیں رکھتا کہ روزہ دار کی افطاری کرا سکے۔ حضور نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ یہ ثواب اس کو بھی دیگا۔ جو روزہ دار کو دودھ کی تھوڑی سی لسی یا پانی پلا دے۔ (کیونکہ خدا کے ہاں نیت کا اجر ہے) جو کوئی روزہ دار کو ٹھنڈا شربت یا دودھ پیٹ بھر کر پلا دے۔ خدا اس کو میرے حوض کوثر سے شربت پلائے گا۔ جس کی وجہ سے وہ سارے محشر میں جنت میں داخل ہونے تک کبھی پیاسا نہ ہوگا۔ یہ ماہ رمضان ایسا ہے کہ اس کا شروع حصہ رحمت ہے۔ درمیانی حصہ بخشش ہے۔ آخری حصہ جہنم سے آزادی ہے۔ جو کوئی اس مہینہ میں اپنے کارکنوں کے کام میں تخفیف کرے یعنی معمول سے کام کم کرائے خدا اس کو بخش دیگا۔ اور اس کو جہنم کے عذاب سے نجات دیگا۔

(مشکوٰۃ)

روزے کے مسائل

(۱) روزہ کا اصل مقصد تقویٰ ہے۔ جیسا کہ قرآن کریم میں ہے۔ یا ایھا الذین امنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون۔ پس روزہ میں جھوٹ بولنا گالیاں دینا غیبت کرنا۔ بدنظری اور حرامخوری روزہ کے مقصد کو فوت کر دیتا ہے۔

(۲) جب تک رمضان کا چاند نظر نہ آوے یا شہادت نہ ملجاوے کسی روزہ رکھنا جائز نہیں

(۳) رمضان کے فرضی روزہ کی نیت اس سے قبل شام سے ہی ہونی چاہیئے۔ کہ کل صبح روزہ رکھنا ہے۔ سوائے اس حالت کے کہ چاند دیکھنے کی خبر نہ آئی ہو۔ نفلی روزہ کے لئے اس کی ضرورت نہیں صبح اٹھ کر بھی نیت ہو سکتی ہے۔

(۴) مسافر اور بیمار کے لئے روزہ معاف ہے۔ مسافر جب گھر پہنچے تو فوت شدہ روزوں کے بدلہ رمضان کے بعد روزے رکھ لے۔ اور بیمار جب تندرست ہو تب روزوں کی قضاء ادا کرے۔

(۵) سفر کے لئے کوئی خاص شرط نہیں جب سفر کیلئے گھر سے نکلے وہ مسافر سمجھا جائیگا۔ اسیطرح بیماری کے لئے کسی خاص ٹمپریچر یا بیماری کے معیار کی ضرورت نہیں البتہ معاملہ کو خدا سے صاف رکھے۔ اور بہانہ بازی سے کام نہ لے۔ اور جب وجہ معذوری دور ہو جائے تو قضا شدہ روزے رکھ لے۔

(۶) اگر ایسا بیمار ہے جسکی صحت کی درستی کیلئے ایک لمبا عرصہ درکار ہے یا امید صحت نہیں یا ایسا کمزور ہے۔ جس کے لئے روزہ رکھنا مضر صحت ہے یا ایسا بوڑھا ہے جس کے روزہ رکھنے سے اس کی صحت پر برا اثر پڑتا ہے یا حاملہ عورت ہے یا دودھ پلانے والی عورت ہے ایسے لوگ روزہ نہ رکھیں۔ اور ہر ایک قضا شدہ روزہ کے بدلہ میں ایک مسکین کو کھانا کھلا دیں۔ لیکن مسکین کو کھانا کھلانا بھی انہی لوگوں پر فرض ہے جو مسکین کا کھانا دینے کی طاقت رکھتے ہوں۔ جو خود مسکین ہیں اور فدیہ نہیں دے سکتے۔ لا یکلف اللہ نفسا الا وسعھا کے مطابق ہر طرح معافی کے نیچے ہیں۔

(۷) روزہ میں غلطی سے اگر کوئی چیز منہ میں ڈال لیجائے یا نگل لی جائے یا کلی کرتے وقت سہواً غلطی سے پانی حلق سے نیچے اتر جائے تو اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔

(۸) کسی خوشبو یا بدبو گرد و غبار کے ناک میں یا منہ میں جانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ (۹) آنکھ میں سرمہ ڈالنے نہانے۔ سر میں تیل ڈالنے آنکھ یا کان میں دوا ڈالنے آئینہ دیکھنے سے آجانے کسیر پھوٹنے خون نکلنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا (۱۰) حکم ہے کہ افطار میں جلدی کرو اور سحری کھانے میں تاخیر کرو۔ صحابہؓ سے روایت ہے کہ ہمارے سحری کھانے اور نماز فجر کے شروع ہونیکے درمیان میں اتنا وقفہ ہوتا تھا جسمیں چالیس آیتیں پڑھی جا سکتی ہیں۔ ایک مرتبہ حضرت بلالؓ نے غلطی سے اذان جلد دیدی تھی تو آنحضرت صلعم نے حکم دیا کہ مسلمانوں کے گھروں پر جاؤ اور انکو اطلاع دو کہ ابھی سحری کھا سکتے ہو مجھ سے اذان دینے میں غلطی ہو گئی۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جماعت احمدیہ اور حکومت پنجاب اور فتنۂ احرار پر!

ایک چینی اخبار میں تبصرہ!

کینٹن (چین) کے ایک موقر روزنامہ "دی کینٹن ڈیلی سن" (The Canton Daily Sun) کی ۱۹ اکتوبر ۱۹۳۵ء کی اشاعت میں ایک دلچسپ مراسلہ شائع ہوا ہے۔ جس میں حکومت پنجاب کے بعض حکام کے اس رویہ کا ذکر کرتے ہوئے جو کچھ عرصہ سے انہوں نے جماعت احمدیہ کے متعلق اختیار کر رکھا ہے۔ جماعت احمدیہ کے حالات بھی بیان کئے ہیں۔ اس مضمون کا ترجمہ ناظرین کی دلچسپی کے لئے درج ذیل کیا جاتا ہے۔ اخبار مذکور لکھتا ہے

"جماعت احمدیہ کے تاریخی حالات کا تذکرہ کر دینا غیر مناسب نہ ہوگا۔ اس جماعت کے بانی احمدؑ قادیانی تھے۔ اور ان کا دعویٰ مسیح موعود۔ مہدی اور کرشن اوتار ہونے کا ہے۔ انہوں نے عالمگیر اخوت برادری کے اصول پر بہت زور دیا ہے۔ اور مذہبی عقائد کی یک جہتی کو قائم کرنے کے لئے بیحد جد وجہد کی ہے۔ اور مسلمانوں میں اس رجحان کی کہ کسی غیر مسلم حکومت کی اطاعت ان کے لئے ضروری نہیں۔ سخت مذمت کی ہے۔ دوسرے مسلمانوں نے جو ایک ایسے خونی مہدی کے منتظر ہیں۔ جس نے ان کے نزدیک تمام کافروں کو موت کے گھاٹ اتارنا ہے۔ ان کی شدید مخالفت کی۔ اس مخالفت کے باوجود جماعت احمدیہ ترقی کرتی گئی۔ اور آج یہ کیفیت ہے۔ کہ احمد (علیہ السلام) کے پیرو نہ صرف ہندوستان میں لاکھوں کی تعداد میں پائے جاتے ہیں۔ بلکہ اطراف واکناف عالم میں بھی پھیلے ہوئے ہیں۔ احمدیوں کے عقائد میں سے ایک عقیدہ یہ ہے۔ کہ ملک کے قانون کی پوری پوری اطاعت کرنی چاہیئے۔ ہندوستان میں رولٹ ایکٹ ایجی ٹیشن۔ تحریک عدم تعاون اور کانگرس کی شورش کے زمانوں میں جماعت احمدیہ نے پورے جوش اور سرگرمی سے گورنمنٹ کی تائید کی۔ اور حقیقت یہ ہے۔ کہ اس قسم کی سرگرمیوں سے شمالی ہند کے مسلمانوں کو علیحدہ رکھنے والی زیادہ تر یہی جماعت تھی۔ خلیفۃ المسیح جو اس جماعت کے امام ہیں۔ اور جنہیں ان کے پیرو اپنا روحانی پیشوا یقین کرتے ہیں۔ اُس وقت واحد مسلمان لیڈر تھے جنہوں نے نہرو رپورٹ اور کانگرس کے عام رویہ کے خلاف مسلمانوں کے افکار کو منظم کرنے میں سب سے پہلے کامیاب قدم اُٹھایا۔

تھوڑے عرصہ سے مسلمانوں کے ایک گروہ نے جو اپنے آپ کو احرار کہتے ہیں۔ اور جنہوں نے کانگرس کے ساتھ پکٹنگ میں بھی حصہ لیا تھا۔ یہ محسوس کرنا شروع کیا ہے۔ کہ ان کے لئے منفعت بخش تجارت اور جلب زر کا اعلےٰ ذریعہ یہی ہے کہ احمدیوں کے خلاف مہم جاری کی جائے چنانچہ اسی مقصد کے پیش نظر انہوں نے سر چوہدری ظفر اللہ خان صاحب کے جو احمدی ہیں وائسرائی کی ایگزیکٹو کونسل میں تقرر کے خلاف مسلمانوں کے جذبات کو برانگیختہ کرنے کی کوشش کی۔ ان کی سی ذہنیت رکھنے والے پنجاب کے بعض افسروں کے مشورہ پر احرار نے آن واحد میں قانون کے پابند معاون حکومت ہونے کا چولہ پہن لیا۔ اور آزادانہ طور پر احمدیوں کے خلاف شدید دشنام طرازی اور ایذا دہی کی مہم شروع کر دی۔ ہز ایکسی لنسی سر ہربرٹ ایمرسن گورنر پنجاب کی حکومت نے یہ خیال کرتے ہوئے کہ اس معاملہ میں خاموش رہنے کی پالیسی مسلمانوں کی اکثریت کو خوش کرنے اور شمالی ہند میں گورنمنٹ کی پوزیشن کے استحکام کے لئے دانشمندانہ پالیسی ہوگی۔ جماعت احمدیہ کی شکایات کے متعلق خاموشی اختیار کر لی۔ لیکن اس طریق عمل سے جہاں جماعت احمدیہ کی ہمدردی جاتی رہی وہاں اس کا نتیجہ یہ بھی ہوا۔ کہ حکومت کے بعض افسروں کے رویہ نے عامۃ المسلمین کے دلوں میں بھی جو کہ اس وقت نہایت شد و مد سے احرار لیڈروں کے دامن فریب کو تار تار کر رہے ہیں۔ حکومت کے متعلق شبہات پیدا کر دیئے۔

کانگریسی دوائر بلاشبہ خوش و خرم نظر آتے ہیں۔ حکام کے رویہ کے مقابلہ میں احمدیوں کا ہندوستان بھر میں نیشنل لیگیں قائم کرنے اور کانگرس کے ساتھ اس شرط سے اشتراک عمل کرنے کا فیصلہ کہ مروجہ قانون کا ہر حالت میں احترام کیا جائیگا کانگرس کیلئے مسرت آمیز حیرانی کا باعث ہوا ہے۔ احمدیوں کا دعویٰ ہے۔ کہ وہ کانگرس سے بھی زیادہ منظم ہیں۔ اور یہ بہت حد تک صحیح ہے۔ کانگرس کسی منظم مسلمان جماعت کا تعاون حاصل نہ کر سکنے کی وجہ سے اسی وقت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تک ہندوستان کے باشندوں میں یک جہتی قائم کرنے میں ناکام رہی ہے۔ اگر احمدی جیسا کہ انہوں نے فیصلہ کیا ہے کانگرس کی صفوں میں شامل ہو جائیں۔ تو ہندوستان کی قومی آرزوؤں کی کشتی چند سال میں ہی ساحل مقصود تک پہنچ سکتی ہے۔ اگلے دن مجھے ایک احمدی نیشنلسٹ نے بتایا۔ کہ اگر گورنمنٹ اس شدید توہین کی جو ہماری کی گئی ہے۔ تلافی بھی کر دے تو بھی ہمارا قدم پیچھے نہیں ہٹے گا۔ جماعت احمدیہ کے خلیفہ اور امام بھی اس بات سے مطمئن معلوم ہوتے ہیں۔ کہ ان کی جماعت کو عام لوگوں کے دلوں سے یہ خیال کہ احمدی حکومت برطانیہ کے ایجنٹ ہیں دور کرنے کا موقعہ حاصل ہو گیا ہے دوستانہ تعلقات کا انقطاع رونما ہو چکا ہے اور خیال کیا جاتا ہے۔ کہ چند سال کے عرصہ میں شمالی ہند میں حکام کی خودسرانہ حکومت اسی طرح ناکام ثابت ہو گی جس طرح جنوبی ہند میں اسے ناکامی کا مونہہ دیکھنا پڑا ہے۔ بڑے بڑے کانگرسی لیڈروں کو اس امر کے متعلق گمان ہو گیا تھا۔ کہ شاید احمدی ان کے ساتھ سول نافرمانی کی مہموں میں شامل ہونے کے لئے بھی تیار ہو جائیں۔ (سول نافرمانی سے اجتناب اور قانون کی پابندی کی حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے چونکہ جماعت احمدیہ کو ہمیشہ تلقین کی ہے۔ اس لئے جماعت احمدیہ اس کے لئے تیار نہیں ہو سکتی۔ (فاروق) جماعت احمدیہ کے امام نے ایک اعلان میں اس سوال کو غیر معین اور بحث طلب قرار دیا ہے۔ تاہم اس میں امید کی جھلک نظر آتی ہے۔ اپنی جماعت کو قانون کی پابند رہنے کی نصیحت کرتے ہوئے خلیفۃ المسیح نے کہا "جہاں جرم اور معصومیت کے درمیان حد فاصل قائم کرنے کا معاملہ تشریح طلب ہو۔ وہاں کوئی شخص دیدہ دانستہ نافرمانی یا قانون شکنی کا مرتکب نہیں سمجھا جا سکتا۔" (معلوم ہوتا ہے۔ یہ مفہوم حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کے خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۶ر اگست ۳۵ء سے اخذ کیا گیا ہے۔ حضور کے اصل الفاظ یہ ہیں "یہ نہایت ہی ضروری امر ہے۔ کہ شریعت کی پابندی اور قانون وقت کی اطاعت ہمیشہ ملحوظ رکھی جائے۔ مگر یہ بات دوستوں کو سمجھ لینی چاہیئے۔ کہ قانون شکنی کے وہ معنی نہیں۔ جو عام طور پر سمجھے جاتے ہیں۔ درحقیقت قانون کے دو حصے ہوتے ہیں۔ ایک قانون ساری شقوں پر حاوی ہوتا ہے۔ اور ایک قانون مجمل ہوتا ہے۔ اس کی تشریح لوگوں پر چھوڑ دی جاتی ہے۔ مثلاً ایک قانون تو یہ ہے۔ کہ گورنمنٹ کہتی ہے۔ کہ قتل مت کرو۔ یا چوری نہ کرو۔ یہ واضح بات ہے۔ جس میں کسی تشریح کی ضرورت نہیں۔ لیکن بعض باتیں ایسی ہوتی ہیں۔ جن میں گورنمنٹ خود فرق کرتی ہے۔ اور ان کے متعلق ججوں میں اختلاف ہو جاتا ہے۔ مثلاً وہ کہدیتی ہے۔ کہ کوئی قوم کسی قوم کی مذہبی دل آزاری نہ کرے۔ ہاں ایک دوسرے کا رد کرنے کا ہر ایک کو اختیار ہے جو دل آزاری کرے گا۔ ہم اسے پکڑ لیں گے۔ گویا ایک ہی فعل کے دو حصے کر دیئے گئے ہیں۔ ایک حصہ جائز ہے اور ایک حصہ ناجائز۔ درمیان میں کوئی حد فاصل ایسی نہیں کہ جس کا ہر شخص کو قطعی طور پر علم ہو سکے بالکل ممکن ہے۔ کہ ایک شخص جوش کی حالت میں درمیانی لکیر کو پھاند جائے۔ اور اسے محسوس تک نہ ہو۔ اور وہ یہی یقین کرے۔ کہ میں جو کچھ کر رہا ہوں۔ جائز طور پر کر رہا ہوں۔ ایسی حالت میں اس کا فعل قانون کے خلاف تو ہو جاتا ہے مگر قانون شکنی نہیں کہلا سکتا۔ وہ سزا کا مستحق بھی ہو جاتا ہے۔ مگر قانون شکنی نہیں کہلاتا۔" (الفضل)

حضرت خلیفۃ المسیح نے حکومت سے جماعت احمدیہ کی شکایات کے متعلق ایک آزاد تحقیقات کا مطالبہ کیا ہے۔ نیز کہا ہے "کہ ہم نہیں چاہتے کہ ہمارا طریق عمل پوشیدہ رہے۔" مگر امید نہیں کہ حکومت پنجاب اس چیلنج کو قبول کرنے کی جرأت کرے۔ احمدیوں نے ایک وسیع پروگرام مرتب کیا ہے۔ اگر پنجاب کے بعض حکام کے ناروا رویہ کی تحقیقات کے متعلق ان کا مطالبہ حکومت ہند نے بھی مسترد کر دیا۔ تو وہ ہز میجسٹی ملک معظم کی حکومت سے اپیل کریں گے۔ اگر وہاں بھی شنوائی نہ ہوئی۔ تو وہ اپنا معاملہ تمام برطانوی قوم کے سامنے رکھیں گے۔ اگر برطانوی قوم نے بھی ان حکام کے رویہ کو حق بجانب قرار دیا۔ تو اس صورت میں وہ اس معاملہ کو تمام مہذب دنیا کے سامنے پیش کر دینگے۔ کانگرس اس صورت حالات میں اپنے مفاد کی کامیابی تصور کرتی ہے اور اگرچہ کانگرسی اس معاملہ میں احمدیوں کے ساتھ خالص ہمدردی محسوس کرتے ہیں۔ لیکن ان کی خواہش ہے کہ وہ Bureaucratic (حکام کی حکومت خودسرانہ) سے اور زیادہ دور ہو جائیں۔ کیونکہ اس حالت میں ان کا ہر قدم انہیں کانگرس کے قریب تر لانے کا موجب ہو گا۔ عجیب اتفاق ہے۔ کہ یہ صورت حالات آل انڈیا جرنلسٹ کانفرنس کے انعقاد کے ساتھ جس کا مقصد غیر ممالک میں ہندوستان کے خلاف پروپیگنڈا کو رد کرنے کے لئے تمام دنیا میں منظم جماعتیں قائم کرنا ہے۔ منطبق ہے۔ (الفضل)

جلسہ سالانہ کی تاریخوں میں تبدیلی

اب چونکہ رمضان المبارک کا اختتام ایام جلسہ سالانہ کے بالکل قریب ہو گا اور ممکن ہے عید ۲۸ر دسمبر کو ہو جائے اسلئے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشاد کے ماتحت جلسہ سالانہ کی سابقہ تاریخوں میں اسقدر تبدیلی کیگئی ہے کہ بجائے ۲۶-۲۷-۲۸ کے ۲۵-۲۶-۲۷ مقرر کیگئی ہیں۔ تاکہ عید سے قبل جلسہ ختم ہو گی احباب کو یہ بات اچھی طرح سمجھ لینی چاہیئے۔ اور ۲۵ر دسمبر تک قادیان پہنچ جانا چاہیئے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسمائے خمسہ

مندرجہ بالا عنوان سے ایک دلچسپ مضمون عالیجناب خان بہادر مرزا سلطان احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا میرٹھ کے ایک رسالہ "اسوہ حسنہ" میں جنوری ۱۹۱۶ء میں شائع ہوا تھا۔ چونکہ یہ مضمون نہایت ہی معرفت اور حقائق سے پُر ہے۔ اس لئے اس کو ناظرین فاروق کے لئے نقل کیا جاتا ہے۔ امید ہے کہ احباب اس سے مستفید ہونگے۔ اور خان بہادر مرحوم کے لئے دعاء مغفرت کرینگے۔ (ایڈیٹر)

نورے کہ ز لا الٰہ الا اللہ است ٭ تابان ز محمد رسول اللہ است

حضرت انسان کی ذات میں جہاں اور چند قسم کے کمالات اور تصرفات رکھے گئے ہیں وہاں ایک مذہبی کمال یا مذہبی تصرف بھی رکھا گیا ہے۔ اگرچہ بعض لوگوں کو اس سے انکار ہے لیکن دراصل یہ درست ہے کہ مذہبی جذبات انسان کی طبیعت میں ہی رکھے گئے ہیں۔ انسان طبعاً ہی جویائے ذات اعلےٰ اور خواہاں تدین ہے۔ جس طرح اور خاصے ہیں۔ اسی طرح یہ بھی ایک خاصہ ہے۔ اسلامی نقطہ خیال سے نبوتوں اور رسالتوں کا شروع حضرت آدم صفی اللہ سے ہوکر ہمارے رسول کریم صلعم پر ختم ہوا۔ حضرت آدم علیہ السلام ایک شروع تھے۔ اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم خاتمہ۔ کیا خاتمہ جو اپنی شان کے اعتبار سے رحمۃ للعالمین تھا۔ کیا خاتمہ جو تکمیل دنیا اور تمام نعمتوں کا عطیہ اور ختم نبوت کی مہر ساتھ لایا۔ وہ سلسلہ جو حضرت آدمؑ سے مذہبی یا وجدانی رنگ میں شروع ہوا تھا۔ آنحضرت صلعم پر آکر یہ تمام و کمال ختم ہوگیا۔ سلسلہ کے اعتبار سے ختم ہوا۔ اور فیضان کامل کے لحاظ سے اس خاتمہ پر ایک دور شاندار سلسلہ شروع ہوا۔ تجدید فیضان وجدانی اور اعادہ برکات روحانی کی اس استواری سے بنیاد رکھی گئی۔ کہ اس ذات ستودہ صفات کی بدولت ہزاروں مخلوق دولت یُمن و برکت کرامات و ولایت سے مالا مال ہوگئی۔ انہیں وہ احترام روحانی ملا کہ اگلوں میں سے بہتوں کو نہیں مل سکا ؎

این سعادت بزور بازو نیست
جو کچھ آنحضرت صلعم کے حصے بخرے میں رکھا گیا وہ کسی اور کے حصہ میں نہ رکھا گیا۔

ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء

چونکہ اس ذات محترم پر اس مذہبی دنیا اور وجدانی سلسلہ کا خاتمہ تھا۔ اس واسطے تمام وجدانی کمالات کا خاتمہ بھی اسی ذات پر لازمی تھا۔ یہی ذات مقدس اون تمام کی ضامن اور کفیل ہوگئی تھی۔ اس خواجہ کائنات کی خلقت اقدس سے مطلب یہ تھا۔ کہ اس پر تمام احترامات وجدانی کا خاتمہ کرکے کسی اور رنگ میں اوس کی داغ بیل ڈالی جاوے۔ اور ایک ایسا سلسلہ چلایا جاوے۔ جو یوم حشر تک ختم نہ ہو گویا ایک خاتمہ سے دوسرے سلسلہ کا شروع ہو ؎

گر خلق جہاں ہزار خیل اند ہمہ
اندر پئے آرزو دلیل اند ہمہ
مقصود محمد است و ما بقا ہمہ خلق
بر خوان محمدی طفیل اند ہمہ

دنیا میں وہ ہستیاں جو بارگاہ ایزدی میں کسی نوع کا احترام اور وقار رکھتی ہیں۔ اپنے ساتھ حسب شان خود کچھ نہ کچھ نشان لاتی ہیں۔ کوئی فطری رنگ میں کوئی جسمانی رنگ میں کوئی مادی رنگ میں کوئی وجدانی رنگ میں۔ خاص ہستیوں پر ہی موقوف نہیں۔ اس ضابطہ کے ماتحت عام ہستیاں بھی آجاتی ہیں۔ جو دیکھتے ہیں یا دیکھ سکتے ہیں۔ وہ یہ راز پا سکتے ہیں ؎

یار احوال دل زار کما ہی دانست!
ما نہ گفتیم بہ تعلیم الٰہی دانست!

جو ہستیاں وجدانی رنگ میں مبعوث ہوتی ہیں۔ اون کی شان اور ان کے نشانات کوئی اور ہی خصوصیت رکھتے ہیں۔ جس قدر انبیاء علیہم السلام اس وجدانی دنیا اور مذہبی سلسلہ میں گزر چکے ہیں اُن سب کے نشانات اور خصوصیات جداگانہ تھیں کسی کو طلاقت صحیحہ دیگئی۔ کسی کو معجزہ و کرامت۔ کسی کو دست شفا۔ اور کسی کو مقبول دعا۔ چونکہ ہمارے رسول کریم صلعم بمصداق ؎

آخر آمد بود فخر اولین

وجدانی دنیا کے سب کمالات اور احترامات کے خاتم اور مکمل تھے۔ اسواسطے اور نشانات کے سوائے انہیں پانچ خاص نشانات اسمائے محترمہ کے رنگ میں دیئے گئے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے۔

انا ارسلناک شاھدًا ومبشرًا ونذیرًا وداعیًا الی اللہ باذنہ وسراجًا منیرًا۔

یہ اسمائے عظیمہ والقاب محترمہ اپنے اندر وہ جداگانہ فرائض۔ خصائص اور آثار رکھتے ہیں۔ جو گویا نبوت احمدی۔ رسالت محمدی کے ارکان اولےٰ کہے جاسکتے ہیں۔ ان القاب خمسہ کی تہ میں کمالات نبوت اور فیضانِ رسالت کی خوشخبریاں دی گئی ہیں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اس سلسلہ کے اخیر نمبر پر جو جو فرائض اور کام اپنے ذمہ ہمت پر لے کر آئے تھے۔ اُن کا خلاصہ یا جزو اعظم حسب ذیل تھا

اوّل ۔ایک شاہد کی حیثیت سے۔

اس رسول مقبولؐ نے اپنی بعثت سے کن کن

Digitized by Khilafat Library Rabwah

امور پر بے لاگ شہادت دی۔ اور کن کن سے وہ شہادت وابستہ تھی۔ یا وابستہ ہے۔ یہ شہادت ایک شہادت جاریہ ہے۔ گو نبوت ختم ہو چکی ہے۔ لیکن یہ سلسلہ شہادت ختم نہیں ہوا۔ یہ شہادت اون نفوس کے مقابلہ میں اور اُن فطرتوں سے وابستہ ہے۔ جو اس دنیا میں باعتبار انسانیت کوئی منزلت رکھتے ہیں۔ اور نیز اون نفوس کے بھی جنہیں عامیانہ نفوس سے تعبیر کرتے ہیں۔ اس کارخانہ دنیا میں ہر چیز اور ہر حقیقت دوسری چیز اور دوسری حقیقت پر شاہد ہے اور اس شہادت سے ہی اس کی تصدیق ہوتی ہے آنحضرتؐ نے امور ذیل پر شہادت دیکر وجدانی رنگ میں ان کی تصدیق کی۔

(۱) وجود باری پر شہادت (۲) توحید پر شہادت۔
(۳) جامعیت اور تقدس وجود باری پر شہادت۔
(۴) سلسلہ وجدانیات پر شہادت۔
(۵) سلسلہ رسالت پر شہادت۔

یہ شہادت اس خوبی اور اس صفائی سے دی ہے۔ کہ کوئی شبہ ہی باقی نہ رکھا۔ مدتوں سے جو زنگ وحدت پر چڑھ رہا تھا۔ اس کو اس خوبی اور اس صفائی سے اُتارا کہ حقیقت کھل گئی۔ صفات الٰہی کی بابت جو جو غلطیاں سد راہ ہدایت ہو رہی تھیں۔ اونہیں صاف کر کے دکھا دیا۔ خدا کی خدائی میں جو روکاوٹیں اور جو گرہیں ڈالی جاتی تھیں۔ اونہیں اس خوش اسلوبی سے کھولا کہ پردہ پڑا ہی نہیں رہ سکتا۔ اس شہادت میں اوس ذات نبوی پر جو کچھ مصیبت جو جو تکلیفات آئیں۔ گو اون کا شمار اور احصار نہیں ہو سکتا۔ لیکن اس شاہد امین نے اوس ہمت اور اوس حوصلہ اور اوس صداقت پژوہی سے کام لیا کہ جس کی دنیا میں نظیر نہیں ملتی۔

یہ شاہد صرف شاہد ہی نہیں تھے۔ مشہود بھی تھے۔ وہ کیسا عظیم الشان شاہد ہے۔ جو ساتھ ہی مشہود بھی ہو۔ جب ایک شاہد کا عمل ہی شہادت کے مطابق ہو اور عملی رنگ میں شہادت کا ثبوت دیا جاتا ہو۔ تو ایسا شاہد ایک باوقار۔ باعتبار عظیم القدر مشہود ہی ہوتا ہے۔

(دوم) شہادت کے ساتھ جب بشیر اور نذیر بھی ہو۔ تو ایسی شہادت کا درجہ اور بھی اعلےٰ اور برتر ہو جاتا ہے۔ آنحضرت علیہ السلام کی بعثت علیا سے کیا کیا بشارتیں وجود پذیر ہوئیں۔ یا کن کن بشارتوں پر روشنی ڈالی گئی۔ اگرچہ ان کا نمبر بہت کچھ ہے۔ لیکن خلاصتہً اون کی تفصیل یوں ہو سکتی ہے۔

(الف) یہ بشارت دی گئی۔ کہ

انسان وجدانی رنگ میں کہاں تک ترقی کر سکتا ہے

(ب) جو مذہب یا جو دین پیش کیا جاتا ہے۔ وہ ایک زندہ مذہب ہے۔

(ج) وجدانی کمالات اور روحانی امتیازات ایک حد تک حاصل کئے جا سکتے ہیں۔

(د) وجدانی ریاضت سے کیا کیا کمالات اور اختراعات مل سکتے ہیں۔

(ہ) اس زندگی کے سوائے ایک اور زندگی بھی ہے

(و) وہ کیسی اعلےٰ اور کیسی شاندار ہے۔

(ز) حشر ثانی میں اعلےٰ لذت دیدار اور کرم الٰہی ہے

(ح) ایمانداروں کے واسطے کیا کیا نعمائے الٰہی ہیں

(ط) اصل مدعا خلقتِ انسانی سے کیا ہے۔

(ی) خدا کی رحمت کہاں تک وسیع ہے۔

(سوم) باعتبار نذیر ہونے کے بتلایا گیا کہ:۔

(۱) مذہب پر نہ چلنے سے انسانی جذبات اور انسانی لذتیں کیسی ذلت و خواری میں پھنس جاتی ہیں۔

(۲) منکرین خدا کا حشر کیسا خوف ناک ہوتا ہے۔

(۳) یہ زندگی صرف چند روزہ ہے اور کیسی بے اعتبار ہے

(۴) خدا کے ساتھ کوئی طاقت مقابلہ آرا نہیں ہو سکتی۔

(۵) آخر حق کی فتح ہے۔

(۶) حق بطالت پر غالب ہے

(۷) خدائی عذاب ایک مہلک عذاب ہے۔

(۸) بے مصرف زندگی زندگی نہیں بلکہ موت ہے۔

(۹) شرک و بدعت ایک عذاب اور ایک گمراہی ہے

(۱۰) اعدائے دین کو تنبیہ مصلحانہ

(۱۱) اظہار وعیدات صادقہ۔

(۱۲) تبیین غلبہ صداقت بمصداق جَآءَ الحقّ وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقًا

(۱۳) انکشاف۔ حجب۔ غفلت۔

(چہارم) داعیًا الی اللہ باذنہٖ

اللہ کی طرف رنگ وحدت میں بہ فحوائے تعالوا الی کلمۃ واحدۃ مخلوق خدا کو بلانا اللہ کی راہوں کا کھولنا اور اوس ضابطہ سے بلانا یا دعوت کرنا جو قیود لا اکراہ فی الدین۔ ادع الی سبیل ربک بالحکمۃ والموعظۃ الحسنۃ وجادلھم بالتی ھی احسن۔ ولست علیھم بمصیطرٍ سے باہر نہ ہو جو خالص صداقت اور ..... فیضان قدرت کے خیال اور ارادہ سے ہو۔ جس میں بمصداق فان اجری علی اللہ کوئی ناجائز۔ خود غرض اور خود مطلبی نہ ہو۔ جو زندگی کی تمام اغراضات سے اعلےٰ اور برتر ہے۔ جو نہ صرف رضائے مولا ہی کے تابع ہو بلکہ یہ بھی کہ واقعی وہ اپنے حسن طبعی کے خیال سے ایک ضروری شے یا ضروری مرحلہ ہے اور ہر ممتاز انسانیت کا وہ ایک فرض ہے۔

(پنجم) سراجًا منیرًا۔

عام دنیا کے واسطے بہ مصداق رحمۃ للعالمین سراجًا منیرًا کے رنگ میں ہادی ہونا اور ہر ایک کے واسطے چراغ ہدایت وقف کر دینا اور ہر ذات کے مقابلہ میں نور اور شمع ہدایت کا کام دینا کسی ظلمت کدہ سے بخل نہ کرنا اور کسی ظلمت زدہ کے منور بنانے میں دریغ نہ کرنا۔ مساواتی رنگ میں بہ ملحوظی درجہ بندی اور تحفظ مراتب ذاتی ہر بھولے بھٹکے کے واسطے شاہ راہ ہدایت کا کام دینا۔

ان ہر پانچ اسمائے محترمہ یا مدارج مکرمہ اور فرائض ممتاز کو زیر نظر رکھ کر آنحضرت علیہ السلام کی زندگی کے واقعات کا مطالعہ کیا جاوے تو ثابت ہو جائے گا۔ کہ اس رسول محترم کی زندگی اور کارنامہائے زندگی کیسے شاندار اور کیسے ارفع و اعلےٰ تھے۔ اور اُن میں کس قسم کی خوبی۔ لطافت اور نفاست پائی جاتی تھی۔ اور ان میں حقانیت اور صداقت کا کس قدر زور تھا۔ نہ صرف یہی بلکہ یہ بھی کہ اس طریق عمل اور رفتار میں رسول کریمؐ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

علیہ السلام کی سیرت ..... اور شان کیسی محترم اور اعلیٰ تھی۔ اور اُس میں کیسی صداقت تھی۔ درخت ہمیشہ اپنے پھلوں سے پہچانا جاتا ہے۔ ثمرات ہی درخت کے مفید اور غیر مفید ہونے پر شاہد لائے جاتے ہیں۔ آنحضرت علیہ السلام کا شجر رسالت جن لذیذ خوش آیند اور خوش گوار ثمرات سے بھرپور اور مثمر تھا۔ وہ اون حقائق اور اُن کیفیات کے مشاہدہ اور ملاحظہ سے ظاہر ہوسکتا ہے۔ جو ان تبلیغات کے بعد اس دنیا میں ظہور میں آئیں۔ مسلک توحید ایک عرصہ سے شرک و بدعت کے خس و خاشاک سے بند پڑا تھا۔ اگرچہ پے در پے نبی اور مرسل بھی آتے رہے۔ اور اس مسلک کے کھولنے پر زور بھی دیا جاتا رہا۔ پھر بھی ضیائے وحدت شرک و بدعت اور اصنام پرستی کی تاریکی پر غالب نہ آسکی۔ جو قوتیں کسی حد تک مسلک توحید سے آشنا بھی تھیں۔ اون کی رفتار بھی خالص توحید سے عاری تھی۔ اگرچہ متعدد مذاہب دنیا میں تھے لیکن کسی مذہب میں صحیح معنوں میں نہ ختم ہونے والی زندگی موجود نہ تھی۔ اگرچہ مذہب پرستی موجود تھی۔ اور مذہب کی عقیدت بھی۔ مگر وہ زندگی جو کسی مذہب کے ماننے اور عقیدت سے حاصل ہونی چاہئے۔ اوس کا سرمایہ بہت ہی کم تھا۔ یہ عقدہ آنحضرت علیہ السلام ہی نے آن کر کھولا۔ کہ خدائی فیضان بند نہیں ہوتا۔ ہمیشہ جاری رہتا ہے۔ صحیح رُنگ میں طلب کی ضرورت ہے گو نبوت کا دروازہ اور ..... مہر نبوت کا لگنا لگانا بند ہوچکا ہے۔ لیکن خاتم النبیین کے ماتحت اون کی غلامی سے اونکی روش پر چلنے سے وہی فیضان حاصل ہوسکتا ہے۔ جو خوان نبوت سے نکلتا ہے۔ اور انسان اون مدارج تک پہنچ سکتا ہے۔ جو باب نبوت سے ملتے اور فضائل نبوت ہی میں سے ہیں۔ تمہیں تاریخ اسلامی ایک وسعت کے ساتھ بتا دے گی۔ کہ اس لازوال زندگی کی وجہ سے مسلمانوں میں سے کس قدر لوگ ان درجوں تک پہنچے ہیں۔ جو بنی اسرائیل کے انبیاء علیہم السلام کو حاصل تھے۔ اس جماعت محترمہ کی بدولت ہی اسلام نے بہت کچھ ترقی پائی ہے۔ اور اس گروہ کے یمن و برکت اور تبلیغ کی بدولت دنیا کا اکثر حصہ دولت اسلام سے مالا مال ہوا ہے۔ حضرت کا ایک نام داعیاً الی اللہ بھی ہے۔ اس سے معلوم ہوسکتا ہے۔ کہ کہاں تک اس نام کی برکت اور یمن سے لوگ اسلام کی جانب آئے۔ اور اب تک کس طرح آرہے ہیں۔ چونکہ آنحضرت صلعم سراجاً منیراً تھے۔ اسواسطے اوس دھندلے میں جو دنیا کی وجدانی اور روحانی حالت پر چھایا ہوا تھا۔ اس نام نامی نے وہ اثر کیا کہ جہاں یہ پہنچا تمام قسم کی تاریکیاں تمام قسم کے دھندلے۔ تمام قسم کی ظلمتیں دور ہوگئیں۔ دنیا کے اکثر حصوں اور اکثر خوشہ چینوں نے اس سراج منیر سے روشنی حاصل کی۔ اور اس کی بدولت اون کے ضمیر روشن اور تاباں ہوئے۔ ذرا دنیا کے اون مذاہب پر نظر کرکے دیکھو۔ جو اسلام سے اول پائے جاتے تھے۔ اون کے بعض مشاہیر نے اپنے ٹمٹماتے چراغوں کو اسی آفتاب توحید سے تاباں اور روشن کرنے کی کوشش کی۔ عرب سے آفتاب توحید اس کمال اور اس آب و تاب سے نکلا کہ دنیا کے دھندلے علاقوں کو دنوں ہی میں روشن کردیا۔ اگرچہ لوگوں نے اس شمع اسلام شمع توحید کے بجھا دینے کی صدہا کوششیں کیں۔ لیکن یہ شمع گل نہ ہوئی۔ چونکہ اس کا طلوع خدائی ہاتھ کے ماتحت تھا۔ اس واسطے بمصداق وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ الخ

اتنک اس کی روشنی اور آب و تاب میں فرق نہیں آیا۔ وہی زور اور وہی اثر اور وہی آب و تاب ہے۔ گو کہ مسلمانوں نے اوس روشنی سے کام لینا چھوڑ دیا۔ جس کا نتیجہ وہ بھگت رہے ہیں۔ لیکن اسلامی آفتاب کی آب و تاب ہنوز وہی ہے۔ اور اسی طرح برابر رہے گی۔

اوس جاری زندگی اور مستقل وجدانی زندگی کے ماتحت یہ فیضان رسول عربی ان ہر پانچ محترم ناموں کی تاثیرات یا فرائض کا انتقال امت محمدیہ کی جانب بھی ایک بڑی حد تک ہوچکا ہے۔ بہ فحوائے بلغ ما انزل الیک ہر مسلمان امتیازانہ اور بروزی رنگ میں اپنی اپنی شان اور بضاعت کے مطابق جزوی شاہد بھی ہے۔ بشیر بھی اور نذیر بھی داعی بھی۔ اور شمع توحید کے ماتحت راہ دکھانے والا بھی رسول کریم خدا کی جانب سے شاہد وغیرہ ہیں۔ اور امتی محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی جانب سے حضرت کے فیضان وجدانی کا ہر مسلمان پر عکس پڑتا اور پڑ سکتا ہے۔ بشرطیکہ وہ متبعین رسولؐ سے ہو۔ اور ان کی غلامی کا اسے امتیاز اور شرف حاصل ہو۔ یہ سب فرائض تحت ادع الی سبیل ربک ہر مسلمان کے ذمہ ہیں۔ ..... جن جن مسلمانوں نے اس کے ماتحت آنحضرت صلعم کے فیوض اور غلامی سے حصہ بخرہ لیا وہی اسلامی دنیا میں بزرگان ملت کے خطاب سے مخاطب ہوئے۔ وہی اولیائے امت رسول ہیں۔ اور ان کی شان میں قرآن مجید ناطق ہے۔ اللہ اللہ اس نبی کریمؐ کی بدولت ہمیں کیسی کیسی شان اور دولت نصیب ہوئی

وصیتیں

نمبر ۴۴۴۴۔

منکہ عبداللہ اعجاز ولد میاں احمد الدین مرحوم قوم احمدی پیشہ ملازمت عمر ۲۲ سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان ضلع گورداسپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۴ نومبر ۱۹۳۵ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

(۱) میری اس وقت کوئی جائداد نہیں۔

(۲) میری ماہوار آمدنی اس وقت ۴۵/- روپے ہے میں اس کے دسویں حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان ضلع گورداسپور کرتا ہوں۔ اور اپنی آمد مذکورہ کا دسواں حصہ بمد وصیت خزانہ صدر انجمن احمدیہ میں داخل کرتا رہوں گا۔

(۳) میری وفات کے بعد میرا جو ترکہ ثابت ہو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔

(۴) اگر میں اپنی جائداد کا کل حصہ وصیت یا اس کا کوئی جزو یا اس کی قیمت حوالہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کردوں۔ تو میرے ترکہ میں سے وہ حصہ یا جزو حصہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ادا شدہ شمار ہوگا۔

العبد۔ محمد عبداللہ اعجاز (مولوی فاضل) اسسٹنٹ پرائیویٹ سکرٹری قادیان ۱۱/۳۵ ۱۴۔

گواہ شد۔ گیانی واحد حسین مبلغ سلسلہ احمدیہ قادیان دارالامان۔

گواہ شد۔ عبدالمالک خان مولوی فاضل مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ قادیان۔

نمبر ۴۴۳۸۔ منکہ حافظ محمد امین ولد میاں علم الدین قوم اوان پیشہ زمیندار عمر ۶۰ سال تاریخ بیعت مارچ ۱۸۹۷ء ساکن نکودر تحصیل فتح جنگ ضلع اٹک بمقامی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۹ر نومبر ۱۹۳۵ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری ماہوار آمدنی میرا وظیفہ ہے مبلغ پانچ روپے ماہوار جو مجھے انجمن سے ملتا ہے۔ اس کا دسواں حصہ میں ماہ بماہ انجمن میں جمع کرتا رہوں گا۔ اور میری زمین سڑک مقبرہ کے قریب ایک دوکنال دوسری ۱۵ × ۱۴۵ فٹ ہے۔ میں اس جائداد کے دسویں حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ اگر میرے مرنے پر اس کے علاوہ کوئی اور جائداد میری ثابت ہو۔ تو اس کے بھی دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔

العبد۔ حافظ محمد امین بقلم خود ۹ر نومبر ۱۹۳۵ء

گواہ شد۔ محمد صادق عفی عنہ ۹ ۱۱/۳۵۔

گواہ شد۔ شیر علی عفی عنہ از قادیان ۹ ۱۱/۳۵

نمبر ۴۴۴۲۔ منکہ عبدالقادر ولد لالہ وزیر چند صاحب قوم احمدی پیشہ تبلیغ عمر قریباً ۲۴/۲۵ سال تاریخ بیعت ۲۷ر جنوری ۱۹۲۵ء سکنہ قادیان ضلع گورداسپور بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج مورخہ ۱۱/۳۵ ۱۳ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

اس وقت میری جائداد کوئی نہیں۔ تنخواہ مبلغ ۴۵/- روپے ماہوار ہے۔ اور اس کے علاوہ کوئی آمدنی کی صورت نہیں۔ میں اپنی تنخواہ کا حسب شرائط واقفین زندگی حصہ ادا کرتا رہوں گا۔ موجودہ وقت میں پندرہ فیصدی حصہ وضع کیا جاتا ہے۔ اس کے بعد اگر کوئی کمی وبیشی ہوگی۔ تو اس کے مطابق صدر انجمن احمدیہ قادیان کو حصہ ادا کردوں گا۔ اور نیز میں اس امر کی بھی وصیت کرتا ہوں۔ کہ میرے مرنے کے بعد جو میری جائداد منقولہ یا غیر منقولہ ثابت ہو تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔

العبد۔ عبدالقادر عفی عنہ مبلغ جماعت احمدیہ

گواہ شد۔ محمد نواز خان کٹکی سکرٹری تبلیغ کراچی۔

گواہ شد۔ محمد صدیق عفی اللہ عنہ بقلم خود پریذیڈنٹ انجمن احمدیہ کراچی۔

نمبر ۴۴۳۷۔ منکہ محمد عبدالسبحان خلف مولوی عصمت اللہ صاحب وکیل۔ سب انسپکٹر پولیس گائیندہ ضلع رنگ پور بنگال تاریخ بیعت ۱۹۱۷ء بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج مورخہ ۱۱/۳۴ ۹ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری موجودہ تنخواہ ایک سو بیس روپے (بعد منہائی پراویڈنٹ فنڈ اور انکم ٹیکس وڈیڈکشن) ہے۔ میں صدر انجمن احمدیہ قادیان کو تمام زندگی اپنی ساری آمدنی کا ۱/۱۰ حصہ بھیجتا رہوں گا۔ علاوہ ازیں میری موجودہ مملوکات مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) ایک مکان موضع کشوری ڈیگا تھانہ سعد اللہ پور ڈاکخانہ کمارپورہ ضلع رنگ پورہ میں ہے۔ قیمتی -/۸۰ روپے ہے۔

(۲) ایک مکان شہر گائیندہ ضلع رنگ پور میں قریباً -/۸۰ روپے مالیت کا ہے۔

(۳) لینڈ ڈگیٹ ملکیتی جو کہ دیہات کشوری ڈیگا نور پور مالی پیر وغیرہ تھانہ سعد اللہ پور ضلع رنگ پور میں قیمتی -/۸۰۰ روپیہ (قریباً ۱۵۰ بیگھہ ہمارے وطن کے حساب) میرے حصے میں ہے۔

لینڈ ڈگیٹ ملکیتی قابل ادائیگی معاملہ ۵۰ بیگھہ دیہات سونڈ جو۔ کیمور نائی۔ گھور بندہ وغیرہ میں جن کی قیمت قریباً -/۵۰۰ میرے حصے میں ہے۔ مذکورہ بالا تمام ملکیتوں کا ۱/۱۰ حصہ اور علاوہ ازیں تمام ملکیتوں کا ۱/۱۰ حصہ جو میں اپنی وفات پر چھوڑوں۔ بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتا ہوں۔ اگر میں اپنی زندگی میں تمام جائداد کی قیمت ادا کردوں۔ تو جائداد پر کسی قسم کا حق نہ رہے گا۔ یا اگر میں اس کی قیمت کا کچھ حصہ ادا کردوں۔ تو اس کی قیمت حصہ وصیت سے منہا کردیا جائے گا۔

العبد۔ محمد عبدالسبحان۔

گواہ شد۔ چوہدری مظفر الدین بنگالی قادیان۔

گواہ شد۔ ظل الرحمن مبلغ صوبہ بنگال۔ پٹوا کھالی (بنگال)

نمبر ۴۴۲۵۔ منکہ محمد حسین ولد محمد بخش قوم کھوکھر پیشہ تبلیغ عمر ۳۸ سال بیعت پیدائشی احمدی سکنہ قادیان ضلع گورداسپور بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج مورخہ ۱۲/۳۰ ۲۴ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری اس وقت حسب ذیل جائداد ہے۔ ایک مکان واقعہ محلہ دارالرحمت قادیان ضلع گورداسپور مالیتی قریباً -/۴۰۰ روپیہ ہے۔ لیکن میرا گزارہ اس جائداد پر نہیں۔ بلکہ ماہوار آمد پر ہے۔ جو کہ اس وقت مبلغ چالیس روپے ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ اور یہ بھی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتا ہوں کہ میری جائداد جو بوقت وفات ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اور اگر میں کوئی روپیہ ایسی جائداد کی قیمت کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کی مد میں کروں۔ تو اس قدر روپیہ اس کی قیمت سے منہا کردیا جائے گا۔

نوٹ:۔ اس وصیت پر ماہ اپریل ۱۹۳۱ء سے عملدرآمد ہوگا۔

المعبد:۔ محمد حسین مبلغ احمدی ۱۲/۳۰ ۲۴۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

گواہ شد۔ محمد ایوب احمد۔ سابق ایس۔ ایم۔
قادیان دارالامان
گواہ شد۔ فضل الدین احمدی وٹرنری اسسٹنٹ
محلہ دارالرحمت قادیان۔

نمبر ۴۴۲۸۔ منکہ رسالدار حاکم علی ولد قاسم علی خان قوم راجپوت پنوار یکجدی رائے راناپیشہ ملازمت و زمینداری تاریخ بیعت ۱۹۱۲ء ساکن کاہنور تحصیل رہتک ضلع رہتک بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۱۸ر نومبر ۱۹۳۵ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری جائداد پیداکردہ خود تین مربعہ واقعہ چک ۲۰۱ تحصیل اوکاڑہ ضلع منٹگمری میں ہیں۔ مربعہ ہائے ۸-۱۸-۹ مربعہ ہائے مذکور کا میں واحد مالک ہوں۔ فی الحال مربعہ ہائے مذکورہ بالا جن کی مجموعی قیمت مالکانہ سرکاری منہا کہ کے تقریباً سولہ ہزار روپیہ ہوگی۔ میں سولہ ہزار روپیہ کے ۱/۸ حصہ کی دو ہزار روپیہ کی وصیت کرتا ہوں۔ اور صدر انجمن احمدیہ قادیان دارالامان کو لکھ دیتا ہوں۔ جو رقم اس وصیت کی مد میں اپنی زندگی میں ادا کردوں وہ اس سے منہا کیجاوے۔

(۲) اس کے علاوہ چک ۳۶۹ ڈاکخانہ گنگاپور تحصیل وضلع شیخوپورہ میں دو مربعہ ہیں۔ اور چک ۲۸ تحصیل اوکاڑہ ضلع منٹگمری میں ۳۲ ایکڑ زمین جو ابھی تک نیلام کی قسطوں کے ماتحت ہے فیصلہ ہونے پر اور کاہنور ضلع رہتک کی اراضی زرعی وشکنی جو میری ملکیت ہے۔ بعد فیصلہ ہونے کے بشرط زندگی حسب حال فیصلہ کروں گا۔ جو میری ماہوار آمدنی ہوگی۔ وہ میں اس آمد کے حساب سے تازیست ادا کرتا رہوں گا۔

اگر میرے مرنے کے بعد میری کوئی جائداد ثابت ہو تو اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی بموجب میری تحریر کے۔

العبد۔ رسالدار حاکم علی خان بقلم خود پنشنر حال آباد قادیان دارالامان محلہ باب الانوار۔
گواہ شد۔ محمد عبداللہ زیروی بقلم خود۔
گواہ شد۔ فخرالدین پنشر دارالفضل قادیان۔

(۱۱/۳۵ ۱۴)

نمبر ۴۴۲۸۔ منکہ حمیدہ بیگم صاحبہ زوجہ عنایت الٰہی قوم راجپوت۔ عمر ۲۷ سال پیدائشی احمدی ساکن نبی پور تحصیل وڈاکخانہ گورداسپور بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج مورخہ ۱۰/۳۵ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

میرا حق مہر مبلغ پانچ صد روپیہ جو میرے خاوند کے ذمہ واجب الادا ہے۔ اور اس کے علاوہ میرے زیورات اور دیگر اشیاء جن کی مجموعی قیمت تقریباً یکصد روپیہ ہے۔ ان کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ جو میں انشاء اللہ ادا کردونگی۔ اس کے علاوہ اگر میرے مرنے کے بعد میری کوئی اور جائداد بھی ثابت ہو جاوے تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔

العبد۔ حمیدہ بیگم موصیہ بقلم خود۔ ۱۰/۳۵ ۳
گواہ شد۔ عنایت الٰہی کلرک دفتر سپرنٹنڈنٹ صاحب بہادر ڈاکخانہ جات۔ گورداسپور۔
گواہ شد۔ خورشید احمد ساکن نبی پور متصل گورداسپور۔

نمبر ۴۴۳۰۔ منکہ عطاء الرحمٰن ولد میاں کرم دین صاحب قوم اعوان پیشہ ملازمت عمر تیس سال پیدائشی احمدی ساکن بھیرہ تحصیل وضلع شاہ پور بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج مورخہ ۷/۳۵ ۱۴ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائداد اس وقت کوئی نہیں۔ بجز ایک مکان جدی واقعہ شہر بھیرہ کے جو اس وقت مبلغ ۸۵۰/- روپیہ میں رہن ہے۔ علاوہ ازیں اس وقت میری ذمہ ۷۰۰/- روپیہ قرض واجب الادا ہے۔ گویا حقیقتاً اس وقت میری کوئی جائداد نہیں۔ ہاں اگر کسی وقت اس مکان اور قرضہ سے خالص میری کوئی جائداد پیدا ہوگئی۔ یا میں نے از خود کوئی اور جائداد پیدا کرلی۔ تو میں بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتا ہوں کہ ایسی جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک انجمن مذکور ہوگی۔ لیکن میرا گذارہ دراصل ماہوار آمد پر ہے۔ جو کہ اس وقت ۶۸/- روپیہ ماہوار ہے۔

میں تازیست اپنی آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ اور یہ بھی بحق صدر انجمن احمدیہ وصیت کرتا ہوں۔ کہ میری جائداد جو بوقت وفات ثابت ہو۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصے کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اور اگر میں کوئی روپیہ ایسی جائداد کی قیمت کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ وصیت کی مد میں کروں۔ تو اس قدر روپیہ اس کی قیمت سے منہا کردیا جائیگا۔

العبد۔ عطاء الرحمٰن ایم۔ ایس۔ سی۔ بی۔ ٹی ٹیچر گورنمنٹ ہائی سکول چکوال ضلع جہلم ۷/۳۵ ۱۴
گواہ شد۔ فخر اسلام سکرٹری انجمن احمدیہ چکوال۔ گواہ شد۔ محمد عبداللہ انگلش ٹیچر گورنمنٹ ہائی سکول چکوال۔

نمبر ۴۴۲۹۔ منکہ خیر دین ولد نبی بخش صاحب قوم شیخ پیشہ ملازمت عمر ۴۸ سال تاریخ بیعت ۱۹۰۹ء ساکن قادیان بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج مورخہ ۹/۳۵ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائداد اس وقت ایک پختہ مکان واقعہ محلہ دارالفضل قادیان ضلع گورداسپور ہے۔ میرا گذارہ ماہوار آمد پر ہے۔ جو اس وقت دو سو چالیس روپیہ بعد وضع ٹیکس وغیرہ ہے۔

میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ بمد وصیت خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں داخل کرتا رہوں گا۔ نیز میری وفات پر جو میری جائداد ثابت ہوگی۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن

Digitized by Khilafat Library Rabwah

احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر میں اپنی جائداد کا کل حصہ وصیت یا اس کا کوئی جزو یا اس کی قیمت حوالہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کر دوں۔ تو میرے ترکہ میں سے وہ حصہ یا جزو حصہ ادا شدہ شمار ہوگا۔

العبد۔ خیر الدین بقلم خود سپرنٹنڈنٹ گورنمنٹ اردو نارمل سکول حال امراؤتی کیمپ ۹/۳۵ ۱

گواہ شد۔ عبد المجید سکنہ کلاسوالہ ضلع سیالکوٹ حال امراؤتی کیمپ۔ گواہ شد۔ صالح محمد احمدی مولوی فاضل سکنہ قادیان حال امراؤتی کیمپ

نمبر ۴۴۲۲ منکحہ امۃ القریش بنت میاں خدا بخش اوان عمر ۳۸ سال تاریخ بیعت ۱۹۲۲ء ساکن محلہ نو ڈاکخانہ ڈبگری تحصیل و ضلع پشاور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۱۲/۱۲ ۱۲ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری جائداد غیر منقولہ کوئی نہیں۔ میری جائداد منقولہ مالیتی تخمیناً ایک ہزار روپیہ نقد ہے جس کے دسویں حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ یہ رقم باقساط یا یکمشت ادا کر کے رسید حاصل کر لوں گی۔ اس کے علاوہ میری وفات پر اگر کوئی اور جائداد بھی میری ثابت ہو۔ تو اس کے بھی دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ لہذا یہ وصیت نامہ بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان لکھتی ہوں۔ تا سند رہے۔

العبد۔ نشان انگوٹھا دست راست امۃ القریش محلہ نو دروازہ ڈبگری پشاور

گواہ شد۔ بشیر الدین احمد۔

گواہ شد۔ عبد المجید احمدی سکنہ محلہ نو دروازہ ڈبگری شہر موصیہ۔

نمبر ۴۴۲۷۔ منکحہ زینب بی بی زوجہ عزیز احمد صاحب قوم اوان پیشہ خانہ نشینی عمر ۲۱ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن محلہ نو ڈاکخانہ ڈبگری تحصیل و ضلع پشاور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۱۲/۱۲ ۱۲ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری جائداد غیر منقولہ کوئی نہیں۔ میری جائداد منقولہ مالیتی تخمیناً ایک ہزار روپیہ نقد ہے جس کے دسویں حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ یہ رقم باقساط یا یکمشت ادا کر کے رسید حاصل کر لوں گی۔ اس کے علاوہ میری وفات پر اگر کوئی اور جائداد بھی میری ثابت ہو۔ تو اس کے دسویں حصہ کی مالک بھی صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی اس وقت میری جائداد غیر منقولہ کوئی نہیں۔

العبد۔ زینب بی بی بقلم خود۔

گواہ شد۔ بشیر الدین احمد محلہ نو پشاور شہر۔

گواہ شد۔ عبد المجید احمدی محلہ نو پشاور شہر۔

گواہ شد۔ عزیز احمد شوہر موصیہ۔

پنڈت جواہر لعل نہرو کا سر آغا خان کی شخصیت پر تبصرہ

اور اس کے متعلق سر اقبال سے استفسار

ڈاکٹر سر محمد اقبال کے احمدیوں کو مسلمانوں سے الگ اقلیت قرار دینے کے متعلق مضامین سے متاثر ہو کر پنڈت جواہر لال نہرو نے الموڑہ جیل میں جو دو مضامین لکھے۔ اور جو اب بعض اخبارات میں شائع ہوئے ہیں۔ ان میں سے پہلا مضمون "الفضل" کے ایک گذشتہ پرچہ میں شائع کیا جا چکا ہے۔ اب دوسرے مضمون کا ترجمہ پیش کیا جاتا ہے۔

سر آغا خان اور مسلمانوں کی نمائندگی

استحکام اسلام کے لئے سر محمد اقبال کے پر زور عذر اور جماعت بندی کی طرف رغبتوں کے خلاف ان کے احتجاج نے مجھے سخت پریشانی میں ڈال دیا ہے۔ اور میں حیران ہوں۔ کہ ان کے ان دو نظریوں کے درمیان حد فاصل کس جگہ قائم کروں۔ ہز ہائی نس سر آغا خان اس وقت مسلمانان ہند کے ایک سرکردہ رہنما سمجھے جاتے ہیں۔ اور گورنمنٹ اسی حیثیت سے ان کی قدر و منزلت کرتی ہے دوسرے مسلمان رہنما بھی جس وقت اپنے آپ کو کسی مشکل یا تکلیف میں مبتلا پاتے ہیں۔ تو انہی کے سایہ ہمایونی میں پناہ لیتے ہیں۔ اس طرح سر محمد اقبال کے متعلق کہا جا سکتا ہے کہ ان کا قدم بھی سر آغا خان کے لوائے سیاسی کے نیچے اٹھتا ہے۔

مروجہ اسلامی خیالات اور اسلام کی بنائے یگانگت کا نقطۂ مرکزی یہ ہے۔ کہ سیاسیات معاشرات اور اقتصادیات مذہب سے جدا نہیں۔ بناء بریں ہر شخص یہ قیاس کرے گا۔ کہ سر آغا خان مذہبی عقائد کی اس یک جہتی اور اتحاد کے پورے پورے حامل ہیں۔ میں نہیں جانتا یہ بات درست ہے یا غلط۔ لیکن میں چاہتا ہوں۔ کہ صاحب بصیرت اصحاب مجھے اس امر کے متعلق آگاہ کریں۔ عرصہ سے میرے ذہن میں ایک دھندلا سا خیال جاگزیں ہے۔ کہ پرانے خیالات کے مسلمانوں کے طبقہ میں سر آغا خان کو داخل نہیں سمجھا جا سکتا۔ میں نے ان کے اس حیرت انگیز طریقہ کی جس سے وہ اپنی شخصیت میں متضاد اوصاف جمع کر کے نہایت اعلیٰ پیرائے میں انہیں نباہتے ہیں۔ تعریف کی ہے۔ اور میں اس لئے بھی ان کا مداح ہوں۔ کہ وہ ایسی مختلف سرگرمیوں میں حصہ لیتے ہیں۔ جو بظاہر متضاد اور ایک دوسری کی نقیض

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نظر آتی ہیں۔ سر آغا خان ایک وسیع اور متمول جماعت کے امام اور مذہبی رہنما ہیں۔ مجھے بتایا گیا ہے۔ کہ ان کے عقیدت مند پیروان کی طرف بعض الٰہی اوصاف بھی منسوب کرتے ہیں۔ کہا جاتا ہے۔ کہ وہ اپنے معتقدین سے زکوٰۃ کی بہت بڑی رقم حاصل کر لیتے ہیں۔ اور ان کی آمدنی کا ایک ذریعہ مذہبی مراعات اور بخششوں کی عطیہ بھی تصور کیا جاتا ہے۔ یہ امر موجب دلچسپی ہے کہ پرانے زمانہ کے یہ مشاغل آج بھی اسی سرگرمی سے جاری رکھے جا رہے ہیں۔ لیکن سب سے زیادہ حیرت انگیز بات یہ ہے۔ کہ وہ مذہبی رہنما جو ان طریقوں کا حامی اور ان کی حوصلہ افزائی کرتا ہے جدید طرز کے لوگوں میں سب سے سبقت لے جانے والا۔ مغربی طریقوں سے متمدن۔ عزت مآب اسپ رانی کا شہزادہ اور لنڈن اور پیرس کی سوسائٹیوں میں ممتاز حیثیت کا مالک ہے۔ اس قسم کے دوگونہ بار کا کامیابی سے برداشت کر لینا ایک زبردست شخصیت کا ہی کام ہو سکتا ہے۔ اور سر آغا خان یہ کام نہ صرف انتہائی سہولت سے سرانجام دے رہے ہیں۔ بلکہ اس کے علاوہ انہوں نے بہت سی پبلک اور سیاسی سرگرمیوں میں حصہ لینے اور ہندوستان کے مسلمانوں کی رہنمائی کرنے کا کام بھی سنبھال رکھا ہے۔ اور یہ ایک محیر العقول کارنامہ ہے۔ جسے دیکھ کر ہر شخص خواہ وہ ان سے اختلاف رائے ہی کیوں نہ رکھتا ہو ان کی تعریف کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔

ڈاکٹر اقبال کا استحکام اسلام اور سر آغا خان!

لیکن وہ امر جو سر محمد اقبال کے استحکام اسلام کے متعلق بیانات پڑھ کر میرے لئے ذہنی تکلیف کا باعث بن رہا ہے۔ یہ ہے کہ تمام کیفیات ڈاکٹر اقبال کے استحکام اسلام کے متعلق نظریہ سے کونسا علاقہ رکھتی ہیں۔ یہ بات غیر مناسب نہیں کہ معتقدین کا روپیہ گھوڑ دوڑ پر صرف کیا جائے۔ اور بہر حال یہ ایک معمولی بات ہے لیکن سوال یہ ہے۔ کہ سر آغا خان کا فرقہ اس استحکام اسلام میں شریک ہے۔ یا نہیں۔

مجھے یاد ہے کہ عرصہ ہوا میں نے سر آغا خان کی بمبئی میں مارک ٹوین Mark Twain سے ملاقات کا حال پڑھا تھا۔ جس میں بیان کیا گیا تھا۔ کہ مارک ٹوین کا ہندوستانی ملازم دفعتہً نہایت سراسیمگی کی حالت میں ان کے کمرہ میں داخل ہوا اور اسے کہا کہ خدا آپ کی ملاقات کے لئے آ رہا ہے لوگ روزانہ خدا کی پرستش کرتے ہیں۔ اور مارک ٹوین بھی ایک مذہبی آدمی تھا۔ ہم میں سے ہر شخص نے اپنی اپنی تعلیم یا دماغی اور روحانی تربیت کے مطابق خدا کے متعلق کوئی نہ کوئی ذہنی تصور قائم کر رکھا ہے۔ لیکن ہم میں سے سب سے بہتر انسان بھی خدا کی اچانک ملاقات کے اعلان سے سخت حیرت زدہ ہو جائے گا۔ مارک ٹوین بھی اس قسم کی حیرت کا شکار ہوا۔ اور جب اس کی حیرت کچھ دور ہوئی۔ تو اس نے دیکھا۔ کہ خدا سر آغا خان کی خوبصورت اور جسیم شکل میں اس کے پاس آیا ہے۔

سر آغا خان کو اس طرح خدا قرار دینا بلاشبہ مارک ٹوین کے ملازم کی ایک احمقانہ غلطی تھی۔ اور سر آغا خان کو اس کا ذمہ دار قرار نہیں دیا جا سکتا۔ جہاں تک مجھے علم ہے وہ الوہیت کے دعویدار نہیں۔ لیکن بہت سے ایسے بے وقوف لوگ موجود ہیں۔ جو ان کی طرف خدائی یا نیم خدائی اوصاف منسوب کرتے ہیں۔ ان کی جماعت کے بعض مبلغ انہیں اوتار یعنی خدائی صفات کا مظہر مجسم قرار دیتے ہیں اور اگر ان کا اس بات پر اعتقاد ہے۔ تو ایسا کہنے کا انہیں پورا پورا حق حاصل ہے۔ میں اس بارے میں ان سے ہرگز کوئی تعرض کرنا نہیں چاہتا۔ لیکن سوال یہ ہے۔ کہ یہ سب باتیں استحکام اسلام سے کس قدر موافقت و مناسبت رکھتی ہیں۔

فرشتوں کے سردار کیساتھ خط و کتابت

ایک کہانی جو عرصہ سے میرے لئے انتہائی دلچسپی اور لذت کا باعث رہی ہے۔ وہ سر آغا خان کا فرشتوں کے سردار جبرئیل کے نام اپنے پیروؤں کے متعلق تعارف نامے لکھنے کی داستان ہے۔ اور جیسا کہ داستان خود بیان کرتی ہے۔ اس سے ان کا مقصد آخرت میں خوشی اور آرام کے متعلق انتظام کرنا ہے۔ میں اس داستان کی صحت کے متعلق کچھ نہیں کہہ سکتا۔ لیکن میرا قیاس ہے کہ یہ حقیقت پر مبنی ہے۔ اس بے رونق اور تاریک و تار دنیا میں جو رفیقانہ وافسوں کی کیفیتوں سے محروم ہو چکی ہے۔ فرشتوں کے سردار کے ساتھ مراسلت قائم کرنا واقعی ایک امید افزا اور دلکش خیال ہے اور اس سے ایک ایسی کیفیت طاری ہوتی ہے۔ جس میں جنت بہت نزدیک دکھائی دیتی ہے۔ اور جس سے ہماری زمینی اور مادی زندگی بھی ایک پُرکیف روحانی اور لطیف زندگی کا رنگ اختیار کر لیتی ہے۔

سر آغا خان کے غسل کا پانی

سر آغا خان کے متعلق ایک اور قصہ بھی مشہور ہے۔ جو اگرچہ بہت دلکش نہیں مگر تعجب انگیز ضرور ہے۔ اس کا ذکر تو میں نے پہلے بھی سنا تھا۔ لیکن اس کا حال میں نے ایک امریکن جہاں نورد کرنیل دی ایگز نیڈر پوڈل کی کتاب The Last Home of mystory میں حال ہی پڑھا ہے جس میں سر آغا خان کے متعلق لکھا ہے۔

"ان کے پیروؤں کی نظروں میں ان کے متعلق جذبہ تقدیس اس قدر زیادہ ہے۔ کہ ان کے غسل کا پانی نہایت احتیاط سے رکھا جاتا ہے۔ اور ہر سال اگر وہ بمبئی میں منعقد ہونے والے جشن کے موقعہ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اسے مسلمانوں کے مختلف فرقوں کے نمائندوں میں فروخت کیا جاتا ہے۔ اس مقدس پانی کی قیمت آغا خان کے جسم سے مساوی الوزن سونے کی قیمت کے برابر ہوتی ہے۔ اور تولنے کے وقت ترازو میں اونس کی کم سے کم کسر تک کی صحت کا بھی خیال رکھا جاتا ہے۔ چونکہ آغا خان بھاری بھرکم آدمی ہیں۔ اس لئے ان کے غسل کے پانی کی بہت بڑی قیمت بنتی ہے۔

ممکن ہے کہ نیل پاول نے اس قصہ کو فصاحت و بلاغت کی چاشنی دے کر مبالغہ آمیز بنا دیا ہو تاہم یہ ایک پرانی داستان ہے جس کا اکثر اعادہ کیا جاتا ہے۔ اور جہاں تک مجھے معلوم ہے اس کی کبھی تردید نہیں کی گئی۔ اگر سر آغا خان اپنے غسل کے پانی کا اس پُر منفعت طریق سے استعمال کرتے ہوئے لوگوں کے ایمان اور اخلاص کی زیادتی کا موجب ہو سکتے ہیں۔ تو کسی کو اس بات کا کوئی حق نہیں پہونچتا۔ کہ ان پر اعتراض کرے۔ لوگوں کے مختلف مذاق ہوتے ہیں۔ اور اگر سچ پوچھو تو چمن عالم کی زینت کا باعث ہی گوناگوں طبائع اور بوقلموں مذاق ہیں۔ لیکن یہ بات پھر مجھے حیران کئے دیتی ہے کہ آیا یہ سب کچھ اسلام کی جامعیت اور اس کے استحکام میں اضافہ کرنے کا موجب ہے۔

سر آغا خان اور کمال پاشا

اسی ضمن میں ایک اور واقعہ مجھے یاد آیا ہے جنگ عظیم کے بعد یونانیوں کو ترکی سے نکال کر جب کمال پاشا نے ملک میں اپنے اقتدار اور طاقت کا سکہ جمایا۔ اور انکے اپنے خلیفہ کیساتھ انکے بے طرح سلوک کو دیکھ کر جب آغا خان اور مسٹر امیر علی نے نہایت ملائم الفاظ میں ان کے خلاف احتجاج کیا تو جھٹ کمال پاشا نے ان کے اس احتجاج کو انگریزوں کی سازش پر محمول کیا۔ اور انگلستان نیز سر آغا خان خلیفہ اور قسطنطنیہ کے بعض اخبار نویسوں کے خلاف حملے کرنے شروع کر دیئے۔ آغا خان کے متعلق ان کا رویہ ناملائم رہا۔ اور ان کے حکومت برطانیہ اور حکمران طبقوں کے ساتھ گہرے اور دیرینہ تعلقات سے کئی قسم کے نامناسب نتائج اخذ کئے۔ اور کہا کہ ٹرکی اور انگلستان کے درمیان جنگ کے دوران میں آغا خان سابق خلیفہ کے مذہبی فرمان کی پیروی نہیں کرتے تھے۔ کمال پاشا نے یہاں تک کہدیا۔ کہ آغا خاں سچے مسلمان نہیں۔ یا کم از کم راسخ العقیدہ مسلمان نہیں کہلا سکتے۔ کیونکہ ان کا تعلق ایک ملحد فرقہ سے ہے۔ یہ سب کچھ اور اس سے بھی زیادہ سر آغا خان کے متعلق کہا گیا جس سے کمال پاشا کا مقصد یہ تھا کہ سر آغا خان کو برطانیہ کی خارجی پالیسی کا شریک قرار دے کر لوگوں کی نظروں سے گرایا جائے۔ آخر کار آغا خان کے احتجاج کے بہانہ کی آڑ لے کر اتاترک کمال پاشا نے خلافت کا خاتمہ ہی کر دیا۔

کمال پاشا کو مذہب اسلام کے متعلق بمنزلہ سند خیال نہیں کیا جا سکتا۔ کیونکہ انہوں نے بعض اسلامی احکام سے دیدہ دانستہ انحراف کیا ہے۔ اور اگرچہ ایسا کرنے میں ان کی غرض محض سیاسی تھی۔ تاہم ان کی پہلوتہی قطعاً بے حقیقت قرار نہیں دی جا سکتی۔

سر آغا خان کی زندگی کا ایک اور پہلو

سر آغا خان کی زندگی کے متعدد پہلوؤں میں سے ایک اور پہلو بھی قابل ذکر ہے اور اس کے متعلق اخبار "کنڈن بائی سٹینڈر" نے ایک شذرہ لکھا ہے۔ جس کا حوالہ میں نے "نیو سٹیٹسمین" میں پڑھا ہے۔ اس میں لکھا ہے "اگرچہ سر آغا دنیاوی آرام و آسائش کے دلدادہ اور ماکولات و مشروبات میں نہایت پُر تکلف ہیں۔ تاہم ان کی زندگی کا روحانی پہلو بھی نمایاں طور پر نظر آتا ہے۔ اور اگرچہ اس روحانی پہلو کی تخصیص نہیں کی جا سکتی۔ لیکن نیک اور بد کے درمیان تمیز کرنے میں وہ بہت حساس واقع ہوئے ہیں۔ مختصر یہ کہ وہ کھیلوں کے زبردست ماہر ہیں۔ اگلے دن جب جیک جوئیل نے بہرام نامی گھوڑے کے لئے انہیں ہر قیمت پیش کرنے کی آمادگی ظاہر کی۔ تو انہوں نے اسے فروخت کرنے سے انکار کر دیا۔ اور کہا کہ اس پیرانہ سالی میں میں اپنے ظفرمند گھوڑے سے جُدا ہونا پسند نہیں کرتا"۔

افسوس ہے کہ مجھے سر آغا خان سے کبھی ملاقات کا موقعہ نہیں ملا۔ میں نے انہیں صرف ایک دفعہ تحریک عدم تعاون کے ایام میں بمبئی کی خلافت میٹنگ کے موقعہ پر دیکھا تھا۔ لیکن ایک مشہور اور جاذب نظر ہستی کا معمولی سا نظارہ مجھے مطمئن نہیں کر سکتا۔ اور میری ہمیشہ آرزو رہی ہے۔ کہ میں یہ بات معلوم کروں۔ کہ ان میں وہ کونسا جوہر ہے جس کی بدولت وہ اس قدر مختلف اور متعدد کام نہایت عمدگی سے سرانجام دے رہے ہیں۔ یہاں تک کہ تیرھویں اور بیسویں صدی مکہ اور نیویارک عالم سفلی اور عالم علوی روحانیت اور مادیت سب کچھ ایک ہی وقت میں ان کی زندگی میں نظر آتے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ دائرہ اسلام اس قدر وسیع ہے کہ ایسی سب باتیں اس کے استحکام میں شامل ہیں۔

ڈاکٹر اقبال کے متعلق حیرت

لیکن میری نظر جونہی سر محمد اقبال کے بیان پر پڑتی ہے۔ تو میں پھر شکوک اور شبہات میں مبتلا ہو جاتا ہوں۔ معلوم ہوتا ہے سر محمد اقبال اصلاح و ارتقاء سے نفور اور دقیانوسی خیالات کی تنگنا میں رہنے کے معتقد ہیں۔ اور جونہی کوئی شخص ان کے اس تنگ راستہ سے اِدھر اُدھر ہوتا ہے۔ فوراً ان کے دائرہ سے خارج ہونا اس پر لازم آجاتا ہے۔

میں سخت حیران ہوں۔ کہ میں کس طرح اس مصیبت سے نجات حاصل کروں۔ اور کس طرح سے اپنے شبہات کو دور کروں۔ کیا سر محمد اقبال مجھے اس گتھی کے سلجھانے میں امداد دینگے؟ (الفضل)

(ضیاء الاسلام پریس قادیان میں مرزا فاضل علی پرنٹر و پبلشر نے چھپوا کر فاروق دفتر قادیان سے شائع کیا)